© rasailojaraid.com

مگر خدا کے غضب کا ڈر نہیں ؟ جو کفار کی نظرِ عنایت حاصل کرنے کے لیے سب کچھ کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں مگر خدا کی نظرِ عنایت حاصل کرنے کے لیے کچھ نہیں کر سکتے ؟ جو کفار کی حکومت کو حکومت سمجھتے ہیں اور خدا کی حکومت کے متعلق انہیں کبھی یاد بھی نہیں آتا کہ وہ بھی کہیں موجود ہے ؟ خدارا ، سچ بتاؤ کیا یہ واقعہ نہیں ہے ؟ اگر یہ واقعہ ہے تو پھر کس منہ سے تم کہتے ہو کہ ہم کلمۂ طیبہ کو ماننے والے ہیں اور اس کے باوجود ہم نہیں پھولتے پھلتے ؟ پہلے سچے دل سے ایمان لاؤ اور کلمۂ طیبہ کے مطابق زندگی اختیار کرو ، پھر اگر وہ درخت نہ پیدا ہو جو زمین میں گہری جڑوں کے ساتھ جمنے والا اور آسمان تک چھا جانے والا ہے ، تو معاذ اللہ ، معاذ اللہ اپنے خدا کو جھوٹا سمجھ لینا کہ اس نے تمہیں غلط بات کا اطمینان دلایا ۔

پھر آپ کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ جو کلمۂ خبیثہ کو مانتے ہیں وہ واقعی دنیا میں پھل پھول رہے ہیں ۔ کلمۂ خبیثہ کو ماننے والے نہ کبھی پھولے پھلے ہیں نہ آج پھل پھول رہے ہیں ۔ تم دولت کی کثرت ، عیش و عشرت کے اسباب اور ظاہری شان و شوکت کو دیکھ کر سمجھتے ہو کہ وہ پھل پھول رہے ہیں ۔ مگر ان کے دلوں سے پوچھو کہ کتنے ہیں جن کو اطمینانِ قلب میسر ہے ؟ ان کے اوپر عیش کے سامان لدے ہوئے ہیں مگر ان کے دلوں میں آگ کی بھٹیاں سلگ رہی ہیں جو ان کو کسی وقت چین نہیں لینے دیتیں ۔ خدا کے قانون کی خلاف ورزی نے ان کے گھروں کو دوزخ بنا رکھا ہے ۔ اخباروں میں دیکھو کہ یورپ اور امریکہ میں خودکشی کا کتنا زور ہے ۔ طلاق کی کیسی کثرت ہے ۔ نسلیں کس طرح گھٹ رہی ہیں اور گھٹائی جا رہی ہیں ۔ امراضِ خبیثہ نے کس طرح لاکھوں انسانوں کی زندگیاں تباہ کر دی ہیں ۔ مختلف طبقوں کے درمیان روٹی کے لیے کیسی سخت کشمکش برپا ہے ۔ حسد اور بغض ▭ شنی نے کس طرح ایک ہی جنس کے آدمیوں کو آپس میں لڑا رکھا ہے ۔ عیش پسندی نے لوگوں کے لیے زندگی کو کس قدر تلخ بنا دیا ہے اور یہ بڑے بڑے عظیم الشان شہر جن کو دور سے دیکھ کر آدمی رشکِ جنت سمجھتا ہے ان کے اندر لاکھوں انسان کس مصیبت کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ کیا اسی کو پھلنا اور پھولنا کہتے ہیں؟ کیا یہی وہ جنت ہے جس پر تم رشک کی نگاہیں ڈالتے ہو؟

میرے بھائیو! یاد رکھو کہ خدا کا قول کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا ۔ حقیقت میں کلمۂ طیبہ کے سوا اور کوئی کلمہ نہیں جس کی پیروی کر کے انسان کو دنیا میں راحت اور آخرت میں سُرخروئی حاصل ہو سکے ۔ تم جس طرف چاہو نظر دوڑا کر دیکھ لو ۔ اسکے خلاف تم کو کہیں کوئی چیز نہ مل سکیگی ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کلمہ طیبہ پر ایمان لانے کا مقصد

برادرانِ اسلام ۔ اس سے پہلے دو خطبوں میں آپ کے سامنے کلمۂ طیبہ کا مطلب بیان کر چکا ہوں۔

آج میں اس سوال پر بحث کرنا چاہتا ہوں کہ اس کلمہ پر ایمان لانے کا فائدہ اور اسکی ضرورت کیا ہے۔

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ آدمی دنیا میں جو کام بھی کرتا ہے کسی نہ کسی غرض اور کسی نہ کسی فائدے کے لیے کرتا ہے ۔ بے غرض، بے مقصد، بے فائدہ کوئی کام نہیں کیا کرتا۔ آپ پانی کیوں پیتے ہیں؟ اسلیے کہ پیاس بجھے ۔ اگر پانی پینے کے بعد بھی آپ کا وہی حال رہے جو پینے سے پہلے ہوتا ہے تو آپ ہرگز پانی نہ پییں، کیونکہ یہ ایک بے نتیجہ کام ہوگا۔ آپ کھانا کیوں کھاتے ہیں؟ اسلیے کہ بھوک رفع ہو اور آپ میں زندہ رہنے کی طاقت پیدا ہو۔ اگر کھانا کھانے اور نہ کھانے کا نتیجہ ایک ہی ہو تو آپ یہی کہینگے کہ یہ بالکل ایک فضول کام ہے ۔ بیماری میں آپ دوا کیوں پیتے ہیں؟ اسلیے کہ بیماری دور ہو جائے اور تندرستی حاصل ہو۔ اگر دوا پی کر بھی بیمار کا وہی حال ہو جو دوا پینے سے پہلے تھا تو آپ یہی کہینگے کہ ایسی دوا پینا بیکار ہے۔ آپ زراعت میں اتنی محنت کیوں کرتے ہیں؟ اسلیے کہ زمین سے غلہ اور پھل اور ترکاریاں پیدا ہوں ۔ اگر بیج بونے پر بھی زمین سے کوئی چیز نہ اگتی تو آپ ہل چلانے، اور تخم ریزی کرنے اور پانی دینے میں اتنی محنت ہرگز نہ کرتے ۔ غرض آپ دنیا میں جو کام بھی کرتے ہیں اس میں ضرور کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے ۔ اگر مقصد حاصل ہو تو آپ کہتے ہیں کہ کام ٹھیک ہوا۔ اگر مقصد حاصل نہ ہو تو آپ کہتے ہیں کہ کام ٹھیک نہیں ہوا۔

اس بات کو ذہن میں رکھیے اور میرے ایک ایک سوال کا جواب دیتے جائیے۔ سب سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہلا سوال یہ ہے کہ کلمہ کیوں پڑھا جاتا ہے؟ اس کا جواب آپ اس کے سوا اور کچھ نہیں دے سکتے کہ کلمہ پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ کافر اور مسلمان میں فرق ہو جائے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ فرق ہونے کا کیا مطلب ہے؟ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ کافر کی دو آنکھیں ہوتی ہیں تو مسلمان کی چار آنکھیں ہو جائیں؟ یا کافر کا ایک سر ہوتا ہے تو مسلمان کے دو سر ہو جائیں؟ آپ کہینگے کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ فرق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کافر کے انجام اور مسلمان کے انجام میں فرق ہو۔ کافر کا انجام یہ ہے کہ آخرت میں وہ خدا کی رحمت سے محروم ہو جائے اور ناکام و نامراد رہے۔ اور مسلمان کا انجام یہ ہے کہ خدا کی خوشنودی اسے حاصل ہو اور آخرت میں وہ کامیاب اور بامراد رہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ جواب آپنے بالکل ٹھیک دیا۔ مگر مجھے یہ بتائیے کہ آخرت کیا چیز ہے؟ آخرت کی ناکامی و نامرادی سے کیا مطلب ہے؟ اور وہاں کامیاب اور بامراد ہونے کا مطلب کیا ہے؟ جب تک میں اس بات کو نہ سمجھ لوں، اُس وقت تک آگے نہیں بڑھ سکتا۔

اس سوال کا جواب آپ کو دینے کی ضرورت نہیں۔ اس کا جواب پہلے ہی دیا جا چکا ہے کہ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ۔ یعنی دنیا اور آخرت دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں بلکہ ایک ہی سلسلہ ہے جس کی ابتدا دنیا ہے، اور انتہا آخرت ہے۔ ان دونوں میں وہی تعلق ہے جو کھیتی اور فصل میں ہوتا ہے۔ آپ زمین میں ہل جوتتے ہیں، پھر بیج بوتے ہیں، پھر پانی دیتے ہیں، پھر کھیتی کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ فصل تیار ہو جاتی ہے، اور اس کو کاٹ کر آپ سال بھر تک مزے سے کھاتے رہتے ہیں۔ آپ زمین میں جس چیز کی کاشت کرینگے اسی کی فصل تیار ہو گی۔ گیہوں بوئینگے تو گیہوں پیدا ہو گا۔ کانٹے بوئینگے تو کانٹے ہی پیدا ہونگے۔ کچھ نہ بوئینگے تو کچھ نہ پیدا ہو گا۔ ہل چلانے اور بیج بونے اور پانی دینے، اور کھیتی کی رکھوالی کرنے میں جو غلطیاں اور کوتاہیاں آپ سے ہونگی ان سب کا برا اثر آپ کو فصل کاٹنے کے موقع پر معلوم ہو گا۔ اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اگر آپ نے یہ سب کام اچھی طرح کیے ہیں تو ان کا فائدہ بھی آپ فصل ہی کاٹنے کے وقت دیکھینگے۔
بالکل یہی حال دنیا اور آخرت کا ہے۔ دنیا ایک کھیتی ہے۔ اس کھیتی میں آدمی کو اسیلئے بھیجا گیا ہے کہ اپنی محنت اور اپنی کوشش سے اپنے لیے فصل تیار کرے۔ پیدائش سے لے کر موت تک کے بیچ آدمی کو اس کام کی مہلت دی گئی ہے۔ اس مہلت میں جیسی فصل آدمی نے تیار کی ہے ویسی ہی فصل وہ موت کے بعد دوسری زندگی میں کاٹے گا۔ اور پھر جو فصل وہ کاٹے گا اسی پر آخرت کی زندگی میں اس کا گذر بسر ہوگا۔ اگر کسی نے عمر بھر دنیا کی کھیتی میں اچھے پھل بوئے ہیں، اور ان کو خوب پانی دیا ہے، اور انکی خوب رکھوالی کی ہے، تو آخرت کی زندگی میں جب وہ قدم رکھے گا تو اپنی محنت کی کمائی ایک سرسبز و شاداب باغ کی صورت میں تیار پائیگا اور اسے اپنی اُس دوسری زندگی میں پھر کوئی محنت نہ کرنی پڑیگی، بلکہ دنیا میں عمر بھر محنت کر کے جو باغ اس نے لگایا تھا اسی باغ کے پھلوں پر وہ آرام سے زندگی بسر کریگا۔ اسی چیز کا نام جنت ہے اور آخرت میں بامراد ہونے کا یہی مطلب ہے۔ اسکے مقابلے میں جو شخص اپنی دنیا کی زندگی میں کانٹے اور کڑوے کسیلے، زہریلے پھل بوتا رہا ہے، آخرت کی زندگی میں انہی کی فصل اسے تیار ملے گی۔ وہاں پھر اسکو دوبارہ اتنا موقع نہیں ملیگا کہ اپنی اس حماقت کی تلافی کر سکے اور اس خراب فصل کو جلا کر دوسری اچھی فصل تیار کر سکے۔ پھر تو اسکو آخرت کی ساری زندگی اسی فصل پر بسر کرنی ہوگی جسے وہ دنیا میں تیار کر چکا ہے۔ جو کانٹے اس نے بوئے تھے انہی کے بستر پر اسے لیٹنا ہوگا، اور جو کڑوے کسیلے، زہریلے پھل اس نے لگائے تھے وہی اسکو کھانے پڑینگے۔ یہی مطلب ہے آخرت میں ناکام و نامراد ہونے کا۔

آخرت کی یہ شرح جو میں نے بیان کی ہے، حدیث اور قرآن سے یہی شرح ثابت ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ آخرت کی زندگی میں انسان کا نامراد یا بامراد ہونا، اور اُس کے انجام کا اچھا یا برا ہونا دراصل نتیجہ ہے دنیا کی زندگی میں اسکے علم اور عمل کے صحیح یا غلط ہونے کا۔

یہ بات جب آپ نے سمجھ لی تو ساتھ ہی ساتھ یہ بات بھی خود بخود سمجھ میں آجاتی ہے کہ مسلمان اور کافر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے انجام کا فرق یونہی بلاوجہ نہیں ہوجاتا۔ دراصل انجام کا فرق آغاز ہی کے فرق کا نتیجہ ہے۔ جب تک دنیا میں مسلمان اور کافر کے علم و عمل کے درمیان فرق نہ ہوگا، آخرت میں بھی ان دونوں کے انجام کے درمیان فرق نہیں ہوسکتا۔ یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ دنیا میں ایک شخص کا علم اور عمل وہی ہو جو کافر کا علم اور عمل ہے، اور پھر آخرت میں وہ اس انجام سے بچ جائے جو کافر کا انجام ہوتا ہے۔

اب پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ کلمہ پڑھنے کا مقصد کیا ہے؟ پہلے آپ نے اس کا جواب یہ دیا تھا کہ کلمہ پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ کافر کے انجام اور مسلمان کے انجام میں فرق ہو۔ اب انجام اور آخرت کی جو تشریح آپ نے سنی ہے، اسکے بعد آپ کو اپنے جواب پر غور کرنا ہوگا۔ اب آپ کو یہ کہنا پڑیگا کہ کلمہ پڑھنے کا مقصد دنیا میں انسان کے علم اور عمل کو درست کرنا ہے تاکہ آخرت میں اس کا انجام درست ہو۔ یہ کلمہ انسان کو دنیا میں وہ باغ لگانا سکھاتا ہے جسکے پھل آخرت میں اسکو توڑنے ہیں۔ اگر آدمی اس کلمہ کو نہیں مانتا تو اسکو باغ لگانے کا طریقہ ہی معلوم نہیں ہوسکتا۔ پھر وہ باغ لگائیگا کس طرح، اور آخرت میں پھل کس چیز کے توڑیگا؟ اور اگر آدمی اس کلمہ کو زبان سے پڑھ لیتا ہے، مگر اس کا علم بھی وہی رہتا ہے جو نہ پڑھنے والے کا علم تھا، اور اس کا عمل بھی ویسا ہی رہتا ہے جیسا کافر کا عمل تھا، تو آپ کی عقل خود کہدیگی کہ ایسا کلمہ پڑھنے سے کچھ حاصل نہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے شخص کا انجام کافر کے انجام سے مختلف ہو۔ زبان سے کلمہ پڑھ کر اس نے خدا پر کوئی احسان نہیں کیا ہے کہ باغ لگانے کا طریقہ بھی وہ نہ سیکھے باغ لگائے بھی نہیں، ساری عمر کانٹے ہی بوتا رہے، اور پھر بھی آخرت میں اسکو پھلوں سے لدا ہوا لہلہاتا باغ مل جائے۔ جیسا کہ میں پہلے کئی مثالیں دیکر بیان کرچکا ہوں، جس کام کے کرنے اور نہ کرنے کا نتیجہ ایک ہو وہ کام فضول اور بے معنی ہے۔ جس دوا کو پینے کے بعد بھی بیمار کا وہی حال رہے جو پینے سے پہلے تھا، وہ دوا حقیقت میں دوا ہی نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح اگر کلمہ پڑھنے والے آدمی کا علم اور عمل بھی وہی کا وہی رہے جو کلمہ نہ پڑھنے والے کا ہوتا ہے تو ایسا کلمہ پڑھنا محض بے معنی ہے۔ جب

© rasailojaraid.com